السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر کسی کی نئی نئی شادی ہوئی ہو اور میاں بیوی دونوں نوجوان ہوں اور وہ یہ ارادہ کریں کہ وہ تین چار سال اولاد نہیں چاہتے تو کیا ایسی سوچ رکھنا صحیح ہے۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ایسی سوچ رکھنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ میں صحیح نکاح کے ذریعے حصول لذت کے ساتھ ساتھ اولاد صالحہ بھی مطلوب و مقصود اور مستحب و مستحسن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

''فَالـٰنَ بـٰشِروهُنَّ وَابتَغوا ما كَتَبَ اللَّهُ لَكُم'' (البقرۃ : ۱۸۷)

''تو اب تم ان سے مباشرت کرو اور جو اللہ نے تمہارے لیے لکھا ہے طلب کرو۔''

اس آیت کریمہ میں جو یہ فرمایا، جو اللہ نے تمہارے لیے لکھا ہے طلب کرو''

اس سے کئی ایک مفسرین نے اولاد مراد لی ہے، جیسا کہ تفسیر طبری وغیرہ میں مرقوم ہے اور بعض سلف نے لیلة القدر مراد لی ہے۔

امام طبری فرماتے ہیں :

''اس میں خیر کے تمام معانی مطلوب و مقصود ہیں اور ظاہر آیت کے مطابق سب سے اولیٰ معنی اولاد کی طلب ہے، اس لیے کہ یہ ''تم ان سے مباشرت کرو'' والے قول کے بعد ذکر کیا ہے۔ یعنی اپنی بیویوں سے مباشرت کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے اولاد اور نسل لکھ رکھی ہے اسے تلاش کرو۔'' (ملخصا از تفسیر طبری (۲/۹۳۹) مطبوعہ دار السلام قاہرہ)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبتل سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے :

''تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأَنْبِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' (إرواء الغلیل (۶/۱۹۵)

''زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے دینے والی عورت سے شادی کرو، کیونکہ میں قیامت والے دن تمہاری وجہ سے انبیاء پر فخر کروں گا۔''

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا :

''إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ جَمَالٍ وَحَسَبٍ وَإِنَّهَا لَا تَلِدُ أَفَأَتَزَوَّجُهَا؟ قَالَ لَا، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ : تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ'' (أبوداؤد، کتاب النکاح، باب النھی عن تزویج من لم یلد من النساء (۲۰۵۰)، النسائی (۳۲۲۹)، ابن حبان (۴۰۵۷، ۴۰۵۶)

''میں نے ایک حسب وجمال والی عورت کو پایا ہے، لیکن وہ بانجھ ہے، کیا میں اس سے شادی کرلوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''نہیں!''

پھر وہ دوسری مرتبہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع کیا، پھر وہ تیسری مرتبہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

''زیادہ بچے جنم دینے والی اور زیادہ محبت کرنے والی سے شادی کرو، کیونکہ میں تمہاری وجہ سے امتوں پر فخر کروں گا۔''

لہٰذا شرعی طور پر تو زیادہ اولاد کا حاصل کرنا مطلوب و مستحسن ہے اور بچوں میں مناسب وقفہ اور منصوبہ بندی کرنا معیوب ہے۔

شریعت اسلامیہ میں عزل کا جو جواز ہے وہ بھی کراہت کے ساتھ ہے، جیسا کہ جدامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر ہوئی اور لوگ بھی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ میں نے ارادہ کیا کہ غیلہ (دودھ پلانے والی سے وطی کرنے) سے منع کردوں، تو میں نے روم اور فارس میں دیکھا کہ وہ اپنی اولاد کے بارے میں غیلہ کرتے ہیں تو یہ چیز ان کی اولاد کو کوئی ضرر نہیں دیتی۔''

پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

''ذٰلِکَ الْوَأْدُ الْخَفِیُّ وَھِیَ { واذالموءدۃ سئلت '' (مسلم ، کتاب النکاح ، باب جواز الغیلۃ وھی وطئ المرضع ، وکراھۃ العزل (۱۴۴۲/ ۱۴۱)

''یہ مخفی طریقے سے زندہ درگور کرنا ہے اور یہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ''اور جب زندہ درگور کی گئی سے پوچھا جائے گا۔''

البتہ اگر کوئی عورت اتنی لاغر اور کمزور ہو کہ ماہر ڈاکٹر دیانتداری سے تجویز دے کہ اس عورت کے ہاں بچے کی ولادت اس کے لیے جان لیوا ثابت ہوگی تو اس کے لیے کوئی بھی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے ولادت نہ ہو، یہ مضطر اور لاچار کی فہرست میں داخل ہوگی اور اضطرار کی صورت میں شرعی حکم تبدیل ہو جاتا ہے ، حرام بھی بقدر ضرورت حلال ہو جاتا ہے ، جیسا کہ نص قرآنی و حدیث میں مذکور و موجود ہے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل

جلد02